زلزلے کے بعد بحالی اور جماعت اسلامی

سلیم منصور خالد

۳ رمضان المبارک کی صبح زلزلے سے آزاد جموں و کشمیر میں مظفرآباد' باغ' کوٹلی اور راولاکوٹ کے ساتھ نیلم وادی اور لائن آف کنٹرول کا علاقہ بری طرح متاثر ہوا اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ وادی نیلم اور وادی جہلم کے بے شمار دیہات اور پہاڑوں پر بستے گھر صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں مانسہرہ' ایبٹ آباد' بالاکوٹ' بٹگرام' شانگلا کے طول و عرض پر موت کے سائے حکمران ہوئے۔ آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد ۲۸ ہزار مربع کلومیٹر علاقے میں ۳۵ لاکھ سے زیادہ لوگ بری طرح متاثر ہوئے جن میں سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جاں بحق اور ۳ لاکھ سے زیادہ زخمی ہوئے۔ جہاں پر ۴ لاکھ ۱۷ ہزار ۶ سو ۹۰ مکانات تباہ ہوئے۔ ان میں سے ۲ لاکھ ۳۰ ہزار اور ۷۷ گھر صوبہ سرحد میں' جب کہ ۲ لاکھ ۱۴ ہزار ۶ سو ۱۳ گھر آزاد کشمیر میں تباہی سے دوچار ہوئے۔ ان علاقوں میں ایک ہزار بارہ کلومیٹر (چھوٹی بڑی) سڑکیں تباہ ہوئیں' جن میں سے کشمیر کی ۵۹۸ کلومیٹر اور سرحد کی ۴۱۴ کلومیٹر طویل سڑکیں شامل ہیں۔ اب تک حاصل شدہ اعداد و شمار کے مطابق ۶ ہزار ۴ سو ۹۲ اسکول' دینی مدرسے اور کالج تباہی کا نشانہ بنے' جن میں آزاد کشمیر کے ۴ ہزار ایک سو ۷ اور صوبہ سرحد کے ۲ ہزار ۳ سو ۹۰ تعلیمی ادارے تباہ ہوئے۔

زلزلے کی تباہ کاریوں کا حال جوں ہی ذرائع ابلاغ سے نشر ہوا' یوں محسوس ہوا کہ خیبر سے کراچی تک پوری پاکستانی قوم میں بجلی کی طرح یہ جذبہ سرایت کر گیا کہ ہر فردِ قوم کو' بچے اور جوان کو' مرد اور عورت کو آگے بڑھ کر اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ یہ تاثر عام تھا کہ سنہ ۶۵ء کی یاد تازہ ہوگئی۔ صرف

پاکستان میں ہی نہیں، دنیا بھر میں جہاں جہاں پاکستانی آباد ہیں، سبھی جاگ اٹھے۔ صرف پاکستانی ہی نہیں اسلام کے رشتے سے بندھی اُمت مسلمہ بھی جاگ اُٹھی۔ استنبول اور جدہ میں اسی طرح مہم چلی جس طرح کراچی اور لاہور میں۔ معاشرے میں جتنا خیر تھا سامنے آ گیا۔ ہر ادارے اور ہر تنظیم نے اپنی بساط سے بڑھ کر کارگزاری دکھائی۔ انفرادی حیثیت میں بھی بڑے بڑے منصوبے روبۂ عمل آ گئے۔ ذرائع ابلاغ نے اس لہر کو آگے بڑھایا گویا اپنا فرض ادا کیا۔ کوئی فہرست بنائی جائے، شمار کیا جائے تو بظاہر ممکن نہیں۔ جماعت اسلامی پاکستان اور الخدمت فاؤنڈیشن نے جو کچھ کیا اس کا ایک تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قاضی حسین احمد، امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہدایت پر مرکز جماعت اسلامی اور الخدمت فاؤنڈیشن نے تمام اضلاع کو متاثرین کے لیے امدادی کیمپ قائم کرنے کی ہدایت کی۔ پہلے ہی روز شام تک ایبٹ آباد کے راستے بالاکوٹ تک اشیاے صرف کی فراہمی اور طبی امداد کی ترسیل کا آغاز ہوا۔ ابتدائی مشاورت کے بعد راولپنڈی میں آزاد کشمیر اور مانسہرہ میں صوبہ سرحد کے متاثرہ علاقوں کا بیس کیمپ قائم کر کے علی الترتیب ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن اور مشتاق احمد خاں کو متعلقہ کیمپوں کا نگران مقرر کیا گیا۔ نعمت اللہ خاں ایڈووکیٹ کی سربراہی میں مجموعی طور پر رابطہ کاری کا نظام قائم کیا، جب کہ الخدمت فاؤنڈیشن کے جنرل سیکرٹری سید احسان اللہ وقاص جملہ اشیا کی ترسیل، اور منصوبہ سازی کے لیے سرگرم کار ہوئے، پاکستان کے بیسیوں صنعتی و تجارتی اداروں کے ساتھ ۵۰ ممالک کی مختلف دینی و رفاہی تنظیموں اور مؤثر شخصیتوں سے رابطہ کیا۔

پہاڑی علاقے میں سڑکیں بند ہو چکی تھیں جس کے باعث ترسیل و رابطے کا نظام قائم کرنے میں سخت دشواری پیش آ رہی تھی، تاہم ۲۴ گھنٹے کے بعد راستے بننے اور امدادی و طبی کارکنوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی۔ دوسرے روز جماعت کے مرکزی نظم اور حلقہ خواتین کی مرکزی قیادت نے اپنے اپنے ہنگامی اجلاس طلب کر کے منصوبہ سازی کی۔ مثال کے طور پر ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر پاکستان بھر میں امدادی کیمپوں نے کام شروع کر دیا اور صرف کراچی شہر میں اس نوعیت کے ایک سو سے زائد کیمپ کھڑے ہوگئے، جب کہ لاہور میں ۸۰ مقامات پر اشیا کو جمع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

مقامی کارکنوں نے زلزلے سے متاثر ہونے اور اپنے عزیزوں کے کفن دفن میں مصروفیت

اور رنج والم کا پہاڑ اٹھانے کے باوجود جس حوصلہ مندی کے ساتھ متاثرین کی امداد کے لیے ہاتھ بٹایا، وہ تاریخی کردار کا حامل پہلو ہے۔ زخمیوں کو ملبے سے نکالنے، باہر پڑے زخمیوں کا علاج کرنے اور بھوک وخوف سے نڈھال انسانوں کی مدد سب سے فوری اہمیت کے نہایت مشکل اہداف تھے۔ محدود وسائل اور بے لوث کارکنوں کی پرعزم ٹیم کے ساتھ اس جانب پیش رفت ہوئی۔ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر مختلف جگہوں پر ۲۵ ہزار انسانوں کے لیے کھانے اور افطار کی ترسیل کا نظام بحسن وخوبی قائم کر دیا گیا۔ کارکنوں نے ملبہ ہٹانے، لاشیں نکالنے اور ان کی تدفین کے سخت تکلیف دہ فریضے کو بڑی جاں فشانی سے انجام دیا۔ نیز ہر علاقے میں عارضی خیمہ بستیوں کی تنصیب اور امدادی سامان کی فراہمی کے لیے مقدور بھر کوششیں کیں۔ تباہی جس پیمانے پر وسعت پذیر ہے، اس میں لوگوں کی مدد کر کے انھیں بحال کرنا بڑا صبر آزما کام ہے۔ تاہم جماعت کے ۱۲ ہزار کارکنوں نے مختلف اوقات میں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کی، جن میں کشمیر کے مقامی ایک ہزار اور پنجاب و کراچی سے ۵ ہزار کارکنوں نے، جب کہ صوبہ سرحد میں ۲ ہزار مقامی اور پورے صوبہ سرحد سے ۳ ہزار کارکنوں نے دادرسی کی کاوشوں میں حصہ ادا کیا۔

جماعت اسلامی نے ۱۰ اکتوبر کو کراچی سے ایروایشیا کی چارٹر فلائٹ کے ذریعے امدادی سامان راولپنڈی بھیجا گیا۔ لاہور جماعت نے پہلے ہی چند روز میں ڈھائی کروڑ اور کراچی میں جماعت اسلامی نے ۳۵ کروڑ روپے سے زیادہ رقم جمع کی یا اس مالیت کی اشیاے صرف متاثرہ علاقوں کو بھیجنا شروع کیں۔ کراچی سے لے کر خیبر تک ہر شہر اور قصبے سے جماعت اسلامی، الخدمت فاؤنڈیشن، حلقہ خواتین جماعت اسلامی، اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ عربیہ، اسلامی جمعیت طالبات اور پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن نے ٹرکوں، ویگنوں اور جیپوں کے ذریعے نہایت تسلسل کے ساتھ سامان اور رضاکار کارکنوں کو جاے تباہی پر بھیجنے کا نظام قائم کیا اور دُور دراز پہاڑی مقامات کے لیے خچر اور گدھوں کے ذریعے باربرداری کا کام لیا گیا۔ اب دو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے رسل ورسائل کا کام لیا جا رہا ہے۔

کراچی، لاہور، مرکز جماعت اور راولپنڈی میں امدادی اشیا کو چھانٹ کر مناسب پیکٹ تیار کرنے کا انتظام کیا۔ اشیاے ضرورت کی ترسیل کے مراکز میں راولپنڈی، مظفرآباد، ایبٹ آباد، باغ،

مانسہرہ، بٹگرام، بالاکوٹ، راولاکوٹ، دھیرکوٹ، سیراں وغیرہ شامل ہیں۔

امدادی کاموں کے لیے ۵۵ ریلیف کیمپ قائم کیے گئے۔ ۱۵ نومبر تک ایک ہزار ۸سو۵۳ ٹرکوں میں سامان بھیجا گیا، جن میں ۱۸ ہزار خیمے، ۱۶ ہزار ترپال، ۲۰۰ پلاسٹک رول، ایک لاکھ کمبل/لحاف، ۶ ہزار جیکٹس، ۱۶ ہزار کفن شامل تھے۔

جن اشیاے خوردونوش کی فراہمی کی جارہی ہے ان میں: آٹا، چاول، گھی، کوکنگ آئل، چینی، دالیں، گڑ، خشک دودھ، پیکٹ دودھ، بسکٹ، جوس، منرل واٹر، کھجور، جام شامل ہیں۔ اشیاے صرف میں: گرم کپڑے، جوتے، صابن، ٹارچ، چولہے، گیس سلنڈر، موم بتیاں، ماچس، لالٹین، چارپائیاں، برتن، وہیل چیئر، بیساکھیاں، واکر، اسٹریچر، پھاوڑے، کسیاں، گینتیاں، بیلچے، چھتریاں، جنریٹر 25KV شامل ہیں۔ خصوصی مہمات کے طور پر عید گفٹ اسکیم پیکٹ ۱۳ ہزار اور راشن پیکج اسکیم کے تحت ۳۵ ہزار پیکٹ تقسیم کیے۔

○ **پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوی ایشن:** طبی امداد کے لیے پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن (PIMA) کا عملی کردار سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ۹ اکتوبر کو پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال خاں کو طبی امداد و بحالی کے وسیع کام کی رابطہ کاری اور منصوبہ بندی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جس کے تحت ۵۴۲ ڈاکٹروں اور ۴ ہزار ایک سو سولہ پیرامیڈیکل اسٹاف نے چھے ایمبولینسوں اور نجی ٹرانسپورٹ کے استعمال سے خدمات انجام دیں۔ فوری طور پر ایوب میڈیکل کمپلیکس میں الخدمت فاؤنڈیشن کیمپ کھولا، جب کہ بالاکوٹ، مظفرآباد، باغ، ایبٹ آباد، فیلڈ ہسپتال قائم کیے۔

۱۶ ممالک (سعودی عرب، کویت، مصر، متحدہ عرب امارات، امریکا، برطانیہ، ہالینڈ، ناروے، سنگاپور، ملائیشیا، انڈونیشیا، جنوبی افریقہ، بحرین، بنگلہ دیش، سری لنکا، کینیا) سے ۱۸۰ ڈاکٹروں نے الخدمت میڈیکل ایڈ پروگرام میں ہاتھ بٹایا۔ ۱۰ کروڑ روپے کی ادویات فراہم کیں، جب کہ ۲ کروڑ روپے کے طبی آلات خریدے گئے۔ معذور افراد کے لیے مصنوعی اعضا کی فراہمی کا نظام وضع کیا گیا۔ تین فیلڈ ہسپتالوں (مظفرآباد، باغ، بالاکوٹ) اور گیلانی ہسپتال ایبٹ آباد میں ۵ ہزار ۷ سو ۵۳ بڑے آپریشن اور ۳۵ ہزار ۸ سو ۰۷ چھوٹے آپریشن کیے گئے۔ مجموعی طور پر ایک لاکھ ۱۵ ہزار ۴ سو ۳۹

مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ۱۷۴ موبائل ٹیمیں جو دُور افتادہ علاقوں بہ شمول کاغان، شنکیاری، شیام الائی، وادی نیلم میں پہنچیں اور ۴۹ ہزار ۹ سو ۰۷ مریضوں کا علاج کیا۔ اس وقت الخدمت فاؤنڈیشن یا پیما کے ہسپتالوں میں ۳۱۲ ڈاکٹر، ۸۷۱ ڈسپنسر، ۴۰۷ طبی کارکن کام کر رہے ہیں۔

راولپنڈی، اسلام آباد، ایبٹ آباد، پشاور، لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں الخدمت کیمپ قائم ہیں۔ راولپنڈی، ایبٹ آباد، اسلام آباد کے پرائیویٹ ہسپتالوں میں طبی امداد دی جا رہی ہے۔ متحدہ عرب امارات کے فوجی ہسپتال بالاکوٹ سے تعاون کرنے کے ساتھ الہجری ہسپتال مظفرآباد اور کشمیر سرجیکل ہسپتال مظفرآباد کی تعمیرنو کا آغاز کیا گیا ہے۔ ادویات کو محفوظ رکھنے کے لیے 'گودام ہاؤس' کا بندوبست کیا گیا ہے۔

❍ **اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان:** جمعیت نے باغ، بالاکوٹ اور مظفرآباد میں ۱۰ خیمہ بستی اسکول قائم کیے جہاں ۱۶۰۰ بچے زیرتعلیم ہیں۔ ان کی فیسیں، کتب، یونیفارم اور تدریسی اخراجات کا بندوبست کیا گیا ہے۔ کھاریاں کی اور سیز اکیڈمی میں میٹرک کے ۲۰۰ طلبہ کی امتحانی تیاری کے لیے تین ماہ کا اقامتی اسٹڈی سنٹر قائم کیا ہے، جہاں رہایش، خوراک، تدریس و تربیت کی جملہ ذمہ داری کو ادا کیا جا رہا ہے۔ بالاکوٹ اور مظفرآباد میں دو ریلیف کیمپ قائم ہیں جہاں جمعیت نے اپنے انتظام سے ۶۸۴ ٹرک سامان اکٹھا کر کے تقسیم کیا ہے۔ باغ کے دُور دراز مقامات پر سرگودھا اور فیصل آباد سے جمعیت کے کارکنوں نے امدادی اشیا تقسیم کیں۔ طبی امداد کے دو کیمپوں میں ۱۵۵ زیرتعلیم ڈاکٹروں نے مسلسل طبی خدمات انجام دیں، اور یہ سلسلہ منظّم انداز میں تاحال جاری ہے۔

حلقہ خواتین، جماعت اسلامی پاکستان

تباہ شدہ علاقے میں خواتین کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔ بچوں اور مردوں کی اموات، گھربار کی بربادی اور زخمیوں کی بے چارگی نے منظر کو اور بھی زیادہ دردناک بنا دیا تھا۔ عدمِ تحفظ کا احساس اور خوفناک مستقبل اس پر حاوی تھے۔ ملک کے مختلف حصوں سے پردہ دار خواتین کے لیے گھر سے نکل کر ان عورتوں کی مدد کے لیے جانا بظاہر ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ لیکن

الحمدللہ اس باب میں جماعت اسلامی کے حلقہ خواتین نے جو پیش قدمی کی اپنی اہمیت کے پیش نظر اس کے کچھ پہلو الگ سے پیش کیے جا رہے ہیں۔

پہلا مرحلہ سمت کا تعین اور افراد کار کو لائحہ عمل دینے کا تھا۔ جس کے لیے حلقہ خواتین کی سیکرٹری ڈاکٹر کوثر فردوس (ممبر سینیٹ) کی قیادت میں سرحد و کشمیر کے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ کارکنوں کی خیریت دریافت کی، ریلیف کے کاموں میں رہنمائی دی، متاثرین کی ضروریات اور مشکلات کا اندازہ لگایا اور تباہ حال علاقوں کی خواتین کا حوصلہ بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان علاقوں میں خواتین کے کسی بھی ادارے کی جانب سے یہ پہلی رابطہ کاری تھی۔

امدادی اشیا اور فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے گھروں، مخیّر لوگوں اور فیکٹری مالکوں سے رابطے کیے۔ ایک ہفتے کے اندر دو کروڑ روپے جمع کر کے مرکز جماعت کو دیے گئے۔ جمع ہونے والے سامان کو نئے سرے سے چھانٹی کر کے ضروریات کے مطابق پیک کیا، لیبل لگائے اور ریکارڈ مرتب کیا۔ جو کپڑے صاف نہیں تھے یا سامان کی نقل و حمل کے دوران خراب ہو گئے تھے انھیں دھلوایا اور استری کر کے تیار کیا گیا۔

● **اسلامی جمعیت طالبات** نے معمول کی تمام سرگرمیوں کو معطل کر کے پوری توجہ امدادی کاموں پر مرکوز کر دی۔ کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں اسٹال لگا کر فنڈ اکٹھا کیا اور الخدمت فاؤنڈیشن کو جمع کرایا۔ حلقہ خواتین کے امداد و بحالی کے شعبے کو خدمات پیش کیں، امدادی سامان کی پیکنگ اور ریکارڈ رکھنے میں مدد کی۔ اسلام آباد، راولپنڈی، ایبٹ آباد، پشاور کے ہسپتالوں اور خیمہ بستیوں میں زخمی خواتین اور بچوں کی نگہداشت کے لیے ہاتھ بٹایا۔

● **اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن** (خواتین) نے ڈاکٹر سعدیہ ہارون (رابطہ کار) کی رہنمائی میں طبی امدادی سرگرمیوں کو مربوط بنایا۔ ۱۲ اکتوبر کو ۲۰ ہزار میٹر کپڑا کفن دفن کے لیے فراہم کیا۔ لاہور، کھاریاں، کراچی، حیدرآباد، فیصل آباد، گجرات، اسلام آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ سے لیڈی ڈاکٹروں نے خدمات پیش کیں۔ جن میں سے ۴۵ ڈاکٹر اور ۳۶ پیرامیڈیکل خواتین متاثرہ علاقوں میں گئیں۔ اسلام آباد، راولپنڈی، باغ، مظفرآباد، بالاکوٹ اور ایبٹ آباد کے ہسپتالوں میں خصوصی طور پر خدمات انجام دیں، جہاں خواتین پر مشتمل عملہ نہ ہونے کے برابر تھا اور

پردہ دار خواتین اس تکلیف کے عالم میں بھی مرد معالجوں سے علاج کرانے میں متردد تھیں۔

ملایشیا، سعودی عرب، برطانیہ اور امریکا سے آنے والی خواتین ڈاکٹروں نے علاج معالجے کے لیے ہاتھ بٹایا۔ مستقبل کی منصوبہ سازی میں حصہ لیا۔ خواتین ڈاکٹروں اور طبی عملے (ملکی اور غیرملکی) کی رہایش اور نقل و حرکت کے جملہ امور نبٹائے۔ طبی ضروریات کی فراہمی، مریضوں کی تیمارداری اور دیکھ بھال کی سرگرمیوں میں جماعت اسلامی خواتین، جامعۃ المحصنات اور اسلامی جمعیت طالبات نے بڑی توجہ اور اخلاص سے تعاون کیا۔

● **امید نو**: زلزلہ زدہ علاقوں میں بالخصوص خواتین اور بچوں پر گہرے نفسیاتی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ زندہ بچ جانے والی خواتین کی ایک بڑی تعداد صدمے، خوف اور ناامیدی کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ حلقہ خواتین نے انھیں زندگی میں واپس لانے کے لیے 'امید نو' کے نام سے ایک مربوط پروگرام کا آغاز کیا ہے، جس کے لیے نفسیاتی معالجین کی اعانت اور دینی تعلیمات سے حوصلہ مندی پیدا کرنے میں حکمت و دانش رکھنے والی خواتین سے مدد لی جارہی ہے، جو بات چیت، مشاورت (کونسلنگ) اور مادی سہارے سے ان کی مدد کر رہی ہیں۔ اس مقصد کے لیے کارکنان کو تربیت دے کر ۲۰ گروپوں پر مشتمل ٹیمیں تیار کی ہیں۔ ایسی ہر ٹیم میں دو ڈاکٹر، دو پیرامیڈیکل اور دو رضاکار خواتین شامل ہیں۔

● **گوشہ سکون**: زلزلے سے بچوں اور خواتین میں سے بہت سارے لوگ بے سہارا ہوگئے ہیں۔ انھیں معقول، محفوظ اور تعمیری ٹھکانہ فراہم کرنے کے لیے حلقہ خواتین نے 'گوشہ سکون' کی صورت میں مراکز قائم کرنے شروع کیے ہیں۔ جہاں بے سہارا، معصوم بچوں اور عورتوں کو فوری ٹھکانہ فراہم کر کے ان کے عزیزوں کی تلاش، تعلیم کا انتظام، کفالت کا بندوبست اور علاج معالجے کے ساتھ خواتین کو چھوٹے بڑے ہنر سکھانے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

● **مستقبل کے نقشہ کار کے لیے اہداف**: ○ مساجد اور شیلٹر ہاؤسوں کی تعمیر ○ یتیم بچوں کے لیے ایک سے زیادہ یتیم خانوں کا قیام ○ مواخات اسکیم کے تحت اس مہم کا آغاز کہ پاکستان کی مختلف گھرانے کسی ایک ایک متاثرہ گھر کو پانچ سے ۷ ہزار روپے ماہانہ کی کفالت کی ذمہ داری لیں ○ سیلف ایمپلایمنٹ اسکیم (self employment) کی تحت لوگوں

کو پولٹری فارمنگ کی سہولت، مگس بانی (شہید) کی تربیت، دو چار بھیڑ بکریوں کی فراہمی، کھیت میں بوائی کے لیے بیج، ٹھیلا ریڑی کی فراہمی کے لیے امدادی پروگرام کی تشکیل ○ ویمن ووکیشنل سنٹرز کا قیام جہاں خواتین کی دینی اور پیشہ ورانہ تربیت کا بندوبست تاکہ وہ گھر پر روٹی روزی کا کوئی کام کرسکیں اور ابتدائی طبی امداد اور حفظانِ صحت کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرسکیں ○ گھروں کی تعمیر کے لیے لوہے کی چادروں اور سیمنٹ کی فراہمی اور تعمیراتی عمل میں رہنمائی کے نظام کا قیام ○ چار ہسپتالوں (بالاکوٹ، مظفرآباد، باغ، اسلام آباد) کی تعمیر، مرمت اور سہولیات کی فراہمی، ۲۵ موبائل یونٹوں کی تشکیل و تنظیم، مصنوعی اعضا سازی کے مرکز کے قیام، سیٹلائٹ کلینک کی تنصیب اور فیلڈ ہسپتالوں کی صلاحیت کار کو بہتر بنانے کے لیے ۲۳ ملین امریکی ڈالر (یا ایک ارب ۳۸ کروڑ روپے) درکار ہیں۔ ○ معذوروں اور بیماروں کی بحالی کے لیے میڈیکل سنٹرز کا قیام جہاں فزیوتھراپی، سایکاٹری اور حوصلہ مندی کے ذریعے لوگوں کو فعال زندگی گزارنے کے لیے تیار کرنا۔ ○ جمع شدہ کپڑوں اور چیزوں کو ضائع ہونے سے بچانے اور حقیقی ضرورت مندوں تک پہنچانے کے لیے راولپنڈی اور مانسہرہ میں اسٹور قائم کیے جائیں۔

● **توجہ طلب امور:** بلاشبہہ متاثرین کی بحالی کا ایک قابلِ قدر کام ہے، لیکن اس دوران چند پہلو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے چاہییں:

○ پہلا یہ کہ عوام میں مدد کے لیے جو فوری جوش و خروش پیدا ہوا تھا، وقت گزرنے کے ساتھ وہ کم ہوگا، جب کہ متاثرین کی مشکلات آنے والے وقت، بڑھتی جائیں گی اور ضروریات کے نئے چیلنج سامنے آتے جائیں گے۔ اس صورت حال میں متاثرہ شہریوں کی عزتِ نفس کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے مدد دینا اور سرکاری شعبوں کی جانب سے روایتی بے اعتنائی کا سدباب کرکے سرکاری وسائل سے مدد بہم پہنچانا ہر مؤثر اور باخبر فرد کی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں سرکاری یا نجی سطح پر جو تساہل یا لاتعلقی دکھائی دے اس پر متعلقہ حکام یا ذمہ داران سے رابطہ کرکے اصلاح احوال کی کوششوں کے ساتھ، تحریکی سطح پر دست گیری کرنا ہوگی۔

○ دوسرا یہ کہ متاثرین کو دُور دراز مقامات پر خیمہ بستیوں میں بسانے کے بجائے، انھی متاثرہ علاقوں سے قریب پناہ گاہیں بنانے میں مدد دینا چاہیے۔ مہاجرت اور اس میں خیموں کی

معاشرت بہت سارے سماجی' اخلاقی اور نفسیاتی مسائل کا باعث بنتی ہے۔

○ تیسرا یہ کہ ان متاثرہ علاقوں میں کام کرنے والی غیرملکی این جی اوز اور عیسائی مشنریوں کے کام پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے (جنھوں نے ۱۹۹۵ء سے پاکستان کو عیسائیت کے لیے ضروری ترین ملک قرار دے رکھا ہے)۔ غربت اور مصیبت میں گھرے لوگوں کی مدد کے دوران ایسی بے شمار تنظیمیں اپنے مذہبی' فکری اور سیاسی اہداف کو سامنے رکھتی ہیں جس میں تبدیلی مذہب یا تہذیبی تبدیلی کا بیج ڈالنے پر وہ توجہ دیتی ہیں۔ کشمیر اور سرحد کا یہ علاقہ اپنی اسٹرے ٹیجک حیثیت میں بڑی نزاکت رکھتا ہے۔ اس لیے بھی مغرب کی معاون قوتیں یہاں کے تعلیمی اداروں کو اپنا خصوصی ہدف بنائیں گی۔ اہلِ خیر کو اس نازک صورت حال سے آگاہ کر کے یہاں پر دینی مدرسے اور قومی تعلیمی ادارے قائم کرنے کو اتنی ہی اہمیت دینی چاہیے جتنی اہمیت خوراک' علاج اور رہایش کو دی جارہی ہے' کہ اسی پر یہاں کی نسلوں کے مستقبل کا دارومدار ہے۔ ایک سطح پر تو بیٹھک اسکول اور مسجد مکتب اسکیم کو روبہ عمل لایا جائے اور دوسری سطح پر تعلیم کے باقاعدہ اسکولوں کو قائم کیا جائے' تیسری جانب میٹرک اور انٹر کے طلبہ و طالبات کو امتحانی تیاری کے لیے مفت تدریسی سہولت بہم پہنچائیں جس کے لیے تنظیم اساتذہ' اسلامی جمعیت طلبہ اور اسلامی جمعیت طالبات اپنے منصوبوں میں ہم آہنگی پیدا کریں۔